

ہم آپ کے ہیں کون؟

نیریزی

پاکستانی عوام کو یہ سوال ۱۹۶۰ء کی دہائی میں کرنا چاہیے تھا جب روس پر امریکی جاسوس U-2 کو مارا گرایا گیا تھا اور پاکستانی عوام کو پتہ چلا تھا کہ یہ پروازیں پشاور میں، بڈھ بیر میں، امریکی فوجی اڈے سے ہوئی تھیں۔ سوویت یونین کے وزیر اعظم خروشیف نے نقشے پر پشاور کے گرد سرخ نشان لگا کر دھمکی دی تھی کہ وہ اس شہر کو نیست و نابود کر دیں گے۔ یہاں اٹمی کو امریکیوں کا اپنا غیر مسلح متنا ساسینا طیارہ چند سیکنڈ کے لیے کانگریس کی عمارت سے ۱۰ میل دور آ گیا تھا تو ان سو ماؤں میں ایسی بھگدڑ مچی کہ جیسے روز محشر ہو۔ نائب صدر اپنی لمبی سیڈان میں فرار ہو گئے۔ سپریم کورٹ کے جج صاحبان زیر زمین پناہ گاہوں میں تھر تھرا رہے تھے۔ خاتون اول کو نہ جانے کہاں سے بچایا گیا تھا اور اراکین کانگریس اور اسٹاف سرگروں پر پریشان حال تھے۔

لیکن جب ایک ایٹمی پاور نے پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی دھمکی دی تو امریکا نے حکمرانوں سے کہا ہوگا کہ اپنے عوام کی جان خطرے میں ڈالنے کی آپ کو قیمت ادا کر دی گئی۔ آپ کے اور اہل خانہ کے لیے امریکا میں انتظام کر دیا جائے گا۔

پاکستانی عوام کو یہ سوال ۱۹۶۵ء میں اس وقت کرنا چاہیے تھا، جب خروشیف کے اتحادی بھارت نے، پاکستان پر حملہ کیا اور پاکستان کے لیے امریکی فالتو پرزے بند کر دیئے گئے تھے اور امریکی مفادات کے لیے پاکستانیوں کی جان خطرے میں ڈالنے والے فیلڈ مارشل ایوب خان کو ایک ذلت آمیز جنگ بندی قبول کرنا پڑی تھی۔ پھر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں سوویت یونین نے بھارت کی بھرپور خصوصی امداد کی، اور امریکی، ملک کے دو لخت ہونے کو اس لیے حق بجانب قرار دیتے رہے کہ پاکستانی آرمی نے مشرقی پاکستان میں مبینہ طور پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کی تھیں۔

صدر ریکیمن نے ۱۹۸۱ء میں صرف تین ارب ڈالر کے عوض، پورے پاکستان کو جہنم میں ڈالنے کی پیش کش کی۔ اس امداد کا زیادہ تر حصہ چالیس لاکھ طیارے خریدنے میں چلا گیا، جن کے آنے کے تین برس بعد ان کے فالتو پرزے بند کر دیئے گئے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکا نے پھر مطالبہ کیا کہ پاکستانی عوام ایک بار پھر اپنے ملک کو خطرے میں ڈالیں۔ ۱۹۸۱ء میں نین ارب ڈالر کی قوت خرید کیا تھی اور ۲۰۰۵ء میں کیا ہے؟ پورا امدادی پیکیج ۲۰۰۵ء کے مالی سال سے مزید پانچ سال کے

لیے ہے لیکن ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۵ء تک صرف افرادی قوت اور زمین کا کرایہ ادا کیا گیا۔ چنانچہ تین ارب ڈالر کی یہ امداد تقریباً تین سو پچاس ملین سالانہ ہے، لیکن سرکاری ریاضی دان بتائیں گے کہ چھ سو ملین ہے۔

صدر پرویز مشرف نے ۱۱ ستمبر کے بعد سے یہ مطالبہ شروع کر دیا تھا کہ پاکستان کو F-16 طیارے ملنے چاہیں۔ ۲۰۰۳ء میں جب کمپ ڈیوڈ میں صدر مشرف اور صدر بٹش کی مشترکہ پریس کانفرنس ہوئی تو پاکستان کے قابل اعتماد صحافیوں کو جو سوالات دیئے گئے، ان میں یہ سوال بھی تھا کہ F-16 کب ملیں گے اور صدر بٹش کا نعرہ تھا کہ ”میں نہ مانوں“۔ ہم نے سوچا کہ F-16 ملنا مشکل ہے لیکن ہمیں وہ کچھ نہیں معلوم تھا جو سوال کرنے والوں کو معلوم تھا۔ گزشتہ ماہ بھارت اور پاکستان کے دورے سے واپس آنے کے بعد وزیر خارجہ کوئٹہ لیزار اُس نے پاکستان کو F-16 فروخت کرنے کا اعلان کیا۔ پاکستانیوں سے جب پوچھا کہ کتنے خریدیں گے تو پتہ چلا کہ ملکی دفاع میں قناعت پسندی کے نئے رجحان کے مطابق صرف 20 طیارے خریدے جائیں گے جن کی قیمت ۱۸ ملین ڈالر فی طیارہ ہوگی یعنی ۲۰ طیاروں کا سودا تین سو ساٹھ ملین میں ہوگا۔

پاکستانی خوش ہیں کہ امریکا نے ان کی دوستی کی قدر کرتے ہوئے بالآخر F-16 فروخت کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہیں، حالانکہ جہاں تک لڑاکا طیاروں کی ٹیکنالوجی کا تعلق ہے F-16 کی ٹیکنالوجی اب فرسودہ ہو چکی ہے اور اسے ریٹائر کیا جا رہا ہے۔ یہ طیارہ ۸۷ء میں امریکی فضائیہ میں متعارف ہوا تھا۔ اب امریکی فضائیہ اور تمام غیر ملکی خریداروں نے مزید F-16 طیارے نہ خریدنے کا فیصلہ کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ صدر بٹش کی رہائشی ریاست میں F-16 بنانے والی فیکٹری نے گزشتہ برس سے ملازمتوں کی کٹوتی شروع کر دی تھی۔ وہاں ۵۸۰۰ نوکریاں جنوری ۲۰۰۳ء میں کم کر کے صرف ۵۰۰ کر دی گئی تھیں۔ اگر مزید آرڈر نہ آتے تو فورٹ ورٹھ میں یہ فیکٹری ۲۰۰۸ء میں بند ہو جاتی لیکن ۲۰۰۸ء صدارتی انتخاب کا سال ہے۔ صدارتی انتخابی سال میں فیکٹریاں بند نہیں کی جاتیں، ملازمتوں میں کٹوتی نہیں ہوتی۔

لیکن آرڈر کون دے؟ امریکی فضائیہ اب نئی نسل کی ٹیکنالوجی کے طیارے خریدے گی۔ نئے سوئیلین عوام پر پرانی ٹیکنالوجی کے طیاروں سے وحشیانہ بمباری سے دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ وہ اب ۳۵ ملین ڈالر کا ایک نیا طیارہ بنا رہے ہیں جو ناٹو مالک استعمال کریں گے۔ اس کے علاوہ F-18A جو F-16 سے بہتر ہے وہ خرید جائے گا۔ اسرائیل کے پاس پہلے ۳۱۲، ترکی کے پاس ۲۳۰، مصر کے پاس ۲۲۰ حتیٰ کہ متحدہ عرب امارت کے پاس بھی ۸۰ طیارے موجود ہیں۔ یہ لوگ اپنے پرانے طیارے نکالنے کے چکر میں ہیں۔ غالباً اسی حوالے سے کسی وزیر نے کہا تھا کہ پاکستان کو پرانے طیارے مفت میں مل سکتے ہیں۔ پاکستان ۲۰ طیاروں کا جو آرڈر دے گا اس سے یکساں کی فیکٹری ۲۰۰۹ء تک کھلی رہے گی، جب کہ انتخاب نومبر ۲۰۰۸ء میں ہوگا۔ کیا پاکستانیوں کو علم تھا کہ صرف ان کے آرڈر سے یہ فیکٹری ۲۰۰۹ء تک اپنا کام جاری رکھ سکے گی جس سے صدر بٹش کو فائدہ پہنچے گا؟ کیوں نہ ۱۰۰ طیارے خریدنے کی کوشش کی جائے اور وہ بھی

۱۸ ملین ڈالر سے کم قیمت پر۔ ۲۰ طیاروں سے تو ہم ۱۹۸۳ء کی سطح یعنی ۴۰ طیاروں پر واپس آ جائیں گے۔ میں دفاعی سوچ سے ناواقف ہوں، شاید نرم سرحدوں کے بعد ہتھیاروں کی ضرورت نہ رہے، لیکن پاکستان کو بھارت کے خلاف حقیقی موثر دفاع کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں یہ نئے طیارے ملنے سے پہلے ہی پاکستان پر ایٹمی بلیک مارکیٹ کے حوالے سے پابندیاں لگ جائیں گی۔ ۲۰۱۰ء تک دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔ F-16 کی فروخت کے بارے میں ایک بھارتی نواز امریکی اسکالر نے کہا تھا کہ ”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سوال صرف یہ ہے کہ بھارت ایک روز میں پاکستانی فضائیہ کا صفایا کرتا ہے یا دو روز میں“۔ تو پاکستانیوں کو یہ سوال کرنا چاہیے کہ کیا یہ طیارے جارج بوش کی ریاست میں روزگار برقرار رکھنے کے لیے خریدے جا رہے ہیں، یا ملک کی فضائی دفاع کو مضبوط کرنے کے لیے؟ کیا صرف ۴۰ ایف 16 طیاروں سے جن میں ۲۰ یقیناً ۲۰ برس پرانے ہیں ملک کا دفاع مضبوط ہو سکتا ہے؟

لگتا ہے بڑھ بیر سے اڑنے والے U-2 سے لے کر F-16 کی خریداری تک ہر چیز امریکا کے مفاد میں چلی آ رہی ہے۔ جب ضرورت پڑتی ہے تو پاکستان کو سیٹی بجا کر بلا لیتے ہیں، جب کام نکل جاتا ہے، دھتکار دیتے ہیں اور اب یہ پوچھنے کا وقت نکل گیا ہے کہ ”ہم آپ کے ہیں کون“ کیوں کہ اس کا جواب بذریعہ واشنگٹن ٹائمز آچکا ہے۔
(بشکر یہ روزنامہ جنگ)

اقوال

☆- انسان کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے تو اس کے معاوضہ کے لیے ساہا سال تک تیار نہیں ہوتا لیکن اگر اس کے ساتھ برائی کی جائے تو جلد از جلد انتقام لینے کو دوڑتا ہے۔

☆- بیشک دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری ناخوش ہو جاتی ہے۔

☆- ایسے مفلس کو غرق کر دینا چاہیے جو افلاس کے باوجود خدا کی عبادت نہ کرے۔

☆- میں مردہ کو زندہ کرنے سے عاجز نہیں ہوا لیکن امتحان کی اصلاح سے عاجز آ گیا۔

☆- بدن کا چراغ آنکھ ہے، پس اگر تمہاری آنکھ درست ہو تو سارا بدن روشن ہوگا اور اگر آنکھ تاریک ہو تو تمہارا سارا بدن تاریک ہوگا۔

☆- آنکھیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔ جسمانی آنکھ جو انسان و حیوان دونوں کو حاصل ہے۔ اس کا فعل صرف دیکھنا ہے۔ عقلی آنکھ بصیرت کہلاتی ہے جو صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے، اور ایمانی آنکھ خدا پرستوں کی ملکیت ہے جو دنیا کے علاوہ عالم بالا کا بھی نظارہ کرتی ہے۔

☆- اگر پہاڑ کو سرکانے کا ”ارادہ“ ہے تو پہلے ذروں کو سرکانا سیکھو۔

☆- ایمان دار آدمی کو شایاں نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے یعنی اس بلا میں ہاتھ ڈالے جس کے مقابلہ کی اسے طاقت نہ ہو۔

☆- تین آدمی میرے دوست ہیں ایک وہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے، دوسرا وہ جو مجھ سے نفرت کرتا ہے، تیسرا وہ جو مجھ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا، کیونکہ پہلا محبت کا سبق، دوسرا احتیاط کا اور تیسرا خود اعتباری کا سبق دیتا ہے۔
(بحوالہ خزینہ)